محمد وسیم اختر مفتی

حضرت خالد بن سعید رضی اللہ عنہ

حضرت خالد بن سعید کے دادا کا نام عاص بن امیہ تھا۔ان کے پڑدادا امیہ بن عبدشمس قریش کے خاندان بنوامیہ کے بانی تھے،ان کی نسبت سے وہ اموی کہلاتے ہیں۔عبدمناف پران کا شجرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرہ سے جاملتا ہے۔عبدمناف آپ کے چوتھے، جبکہ حضرت خالد کے پانچویں جد تھے۔حضرت خالد کی والدہ انھی کے نام سے ام خالد کنیت کرتی تھیں۔ان کے نانا حباب بن عبدیالیل بنوثقیف (یا بنوخزاعہ) سے تعلق رکھتے تھے۔ابوسعید حضرت خالد کی کنیت تھی۔

حضرت خالد بن سعید ان اصحاب رسول میں سے تھے جنھیں قرآن مجید نے 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی صفت سے متصف کیا ہے۔ابن اسحاق کی بیان کردہ فہرست میں ان کا شمار پینتالیسواں ہے، جبکہ واقدی کا کہنا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر کے ایمان لانے کے فوراً بعد، پانچویں نمبر پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ بعثت نبوی کے فوراً بعد حضرت خالد نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک گڑھے کے کنارے کھڑے ہیں جس میں آگ خوب دہک رہی ہے۔گڑھا بہت بڑا اور بہت گہرا ہے۔ان کا باپ انھیں اس گڑھے میں پھینکنے ہی لگا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں پہلوؤں سے پکڑ لیا اور گرنے سے بچا لیا۔وہ گھبرا کر بیدار ہوئے اور کہا: اللہ کی قسم، یہ سچا خواب ہے۔وہ سیدنا ابوبکر سے ملے اور خواب بیان کیا۔انھوں نے کہا: تم سے بھلائی کا ارادہ کیا گیا ہے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کر لو۔ان کی اتباع کرنے اور دائرۂ اسلام میں داخل ہونے سے تم جہنم کے اس گڑھے میں گرنے سے بچ جاؤ گے جس میں تمھارا باپ

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

گرنے والا ہے۔ چنانچہ وہ اجیاد کے مقام پر آپ سے ملے اور پوچھا: یا محمد، (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کیا دعوت دے رہے ہیں؟ فرمایا: میں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو یکتا ہے اور کوئی اس کا شریک نہیں، آ گاہ کرتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تم جن پتھروں اور بتوں کی عبادت کرتے ہو، وہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں، ضرر دے سکتے ہیں نہ نفع پہنچا سکتے ہیں، نہ جان سکتے ہیں کہ کون ان کی پوجا کر رہا ہے اور کون نہیں۔ میں دعوت دیتا ہوں کہ ان کی بندگی چھوڑ دو۔ حضرت خالد نے فی الفور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ ان کے شہادت حق دینے پر آپ بہت خوش ہوئے۔ کچھ روایات کے مطابق وہ ساتویں یا آٹھویں خوش بخت تھے جو ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خالد کے بھتیجے عبداللہ بن عمرو نے ان کا شمار تیسرا یا چوتھا اور ان کی بیٹی حضرت ام خالد نے پانچواں بتایا۔ حضرت ام خالد نے پہلے چار اہل ایمان کے نام بھی لیے: حضرت علی، حضرت ابوبکر، حضرت زید بن حارثہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص۔ سیدہ خدیجہ کا نام بھی شامل کر لیا جائے تو روایتوں کا تفاوت دور ہو جاتا ہے۔ ابن خلدون نے حضرت خالد سے پہلے ایمان قبول کرنے والوں میں حضرت بلال اور حضرت عمر بن عنبسہ کے نام بھی لیے ہیں۔ انھوں نے حضرت سعد کے اسلام کو حضرت خالد سے موخر مانا ہے۔ قبول اسلام کے وقت حضرت خالد شادی شدہ تھے، ان کی اہلیہ امینہ (یا ہمینہ) بنت خلف نے ان کے ساتھ ہی خلعت ایمان پہنا۔ حضرت خالد کے بھائی حضرت عمرو بن سعید بعد میں ایمان لائے۔

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

ایمان لانے کے بعد حضرت خالد گھر سے غائب ہو گئے۔ حضرت خالد کے والد ابو احیحہ (سعید) کو پتا چلا تو ان کے مشرک بھائیوں اور اپنے غلام رافع کو ان کی تلاش میں دوڑایا۔ انھیں پکڑ کر باپ کے سامنے لایا گیا تو اس نے خوب ڈانٹ پھٹکار کی، برا بھلا کہا اور ہاتھ میں پکڑی ہوئی چھڑی کے ساتھ خوب پیٹا۔ چھڑی ان کے سر پر ٹوٹ گئی تو کہا: تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا پیرو ہو گیا ہے، حالاں کہ تمھیں معلوم ہے کہ اس نے تمھاری قوم کی مخالفت کی، قوم کے معبودوں کو برا بھلا کہا اور تمھارے گزرے ہوئے آبا و اجداد کی عیب جوئی کی۔ حضرت خالد نے کہا: وہ صادق اور راست باز ہیں۔ واللہ، میں ان کی اطاعت میں آ گیا ہوں۔ باپ کا پارا اور چڑھ گیا، اس نے مزید مار پیٹ کی اور مکرر گالیوں سے نوازا۔ پھر کہا: چلا جا، جہاں چاہتا ہے۔ میں تمھارا دانہ پانی بند کر دوں گا، انھوں نے جواب دیا: اگر تو میری خوراک بند کرے گا تو اللہ مجھے رزق دے دے گا جس سے زندہ رہ لوں گا۔ اس نے اپنے بیٹوں کو تاکید کی کہ تم میں سے کوئی اس سے بات بھی نہ کرے۔ چنانچہ حضرت خالد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے آئے اور آپ کے ساتھ رہنے لگے۔ اس وقت آپ نے علانیہ دعوت شروع نہ کی تھی۔ حضرت خالد بھی مکہ کے نواح میں تنہا نماز ادا

کرتے۔ وہ اپنے والد کی سختی کے باوجود اسلام چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے تو اس نے انھیں مکہ کے ریگ زار میں بھوکا پیاسا ڈال دیا۔ تین دن کے بعد وہ وہاں سے فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔

ایک بار حضرت خالد کے والد سعید بن عاص بیمار ہوئے تو کہا: اگر اللہ نے مجھے اس مرض سے شفا دی تو وادی مکہ میں ابن ابی کبشہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے رب کی بندگی نہ کی جا سکے گی۔ حضرت خالد بولے: اللہ انھیں شفا نہ دے۔ چنانچہ سعید نے اسی مرض میں وفات پائی۔

اسلام کی طرف سبقت کرنے والے اہل ایمان پر ایذائیں توڑنے میں قریش حد سے گزر گئے، تو آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: اللہ کی زمین میں بکھر جاؤ۔ پوچھا: کہاں جائیں، یا رسول اللہ؟ آپ نے حبشہ کی طرف اشارہ کیا، اور فرمایا: وہاں کے بادشاہ کی سلطنت ظلم و جور سے پاک ہے۔ چنانچہ رجب ۵ نبوی میں حضرت عثمان بن مظعون کی قیادت میں پندرہ اصحاب کا پہلا قافلہ سوے حبشہ روانہ ہوا۔ پھر کئی مسلمانوں نے حبشہ کا رخ کیا۔ حضرت خالد بن سعید اور ان کی اہلیہ حضرت امینہ بنت خلف حضرت جعفر بن ابو طالب کی معیت میں حبشہ گئے۔ حضرت خالد کے بھائی حضرت عمرو بن سعید اور ان کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت صفوان بھی ساتھ تھیں۔ اس قافلے کے سڑسٹھ[1] شرکا کو شامل کر کے مہاجرین کی کل تعداد تراسی[2] ہو گئی۔

عبید اللہ بن جحش اور ان کی اہلیہ حضرت ام حبیبہ (اصل نام: رملہ) بنت ابو سفیان نے بھی حبشہ ہجرت کی۔ حبشہ پہنچ کر عبید اللہ کے اپنے الفاظ میں، ''ان کی آنکھیں کھل گئیں'' اور وہ مرتد ہو کر نصرانی ہو گئے۔ حضرت ام حبیبہ اسلام پر قائم رہیں تو عبید اللہ نے انھیں چھوڑ دیا۔ ۷ھ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح کا ارادہ کیا اور حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو پیام دے کر حبشہ روانہ فرمایا۔ شاہ حبشہ نجاشی نے اپنی باندی ابرہہ کے ذریعے سے حضرت ام حبیبہ کی مرضی معلوم کی، پھر حضرت جعفر بن ابو طالب اور دیگر مہاجرین حبشہ کو جمع کر کے آپ سے ان کا نکاح پڑھایا۔ آپ کی طرف سے چار سو دینار بطور مہر بھی ادا کیے۔ حضرت ام حبیبہ نے حضرت خالد بن سعید بن عاص کو اپنا وکیل مقرر کیا، انھوں ہی نے دلہن کی طرف سے قبولیت کے کلمات کہے اور مہر کی رقم وصول کی۔ ایک شاذ روایت کے مطابق حضرت عثمان بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وکیل بنے۔ نجاشی کی ملکاؤں نے حضرت ام حبیبہ کو خوشبو کے تحائف دیے۔ حضرت عمرو بن امیہ کو حبشہ بھیجنے کی دوسری غایت یہ تھی کہ مہاجرین کو مدینہ لایا جائے۔ طبرانی

۱؎ چھیاسی: ابن ہشام، ابن کثیر۔

۲؎ ایک سو ایک: ابن کثیر، ایک سو آٹھ: ابن جوزی۔

www.javedahmadghamidi.com www.almawrid.org

کی ''معجم کبیر'' (رقم ۱۴۷۸) میں بیان ہوا ہے:

''ہجرت مدینہ کو سات برس بیت گئے تو جعفر اور باقی مہاجرین نے یہ کہہ کر مدینہ جانے کی خواہش ظاہر کی کہ ہمارے نبی غالب آ گئے ہیں اور دشمن مارے جا چکے ہیں۔ چنانچہ نجاشی نے زاد راہ اور سواریاں دے کر ان کو رخصت کیا۔''

دو کشتیوں میں پورے آنے والے ان مہاجرین کے نام یہ ہیں: حضرت جعفر بن ابوطالب، ان کی اہلیہ حضرت اسماء بنت عمیس، ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن جعفر، حضرت خالد بن سعید بن عاص، ان کی اہلیہ حضرت امینہ (: ابن اسحاق یا ہمینہ: ابومعشر) بنت خلف، قیام حبشہ کے دوران میں پیدا ہونے والے ان کے بیٹے حضرت سعید بن خالد اور حضرت امہ (کنیت: ام خالد) بنت خالد، حضرت خالد کے بھائی حضرت عمرو بن سعید بن عاص، حضرت معیقیب بن ابوفاطمہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت اسود بن نوفل، حضرت جہم بن قیس، ان کے بیٹے حضرت عمرو بن جہم اور حضرت خزیمہ بن جہم، حضرت عامر بن ابووقاص، حضرت عتبہ بن مسعود، حضرت حارث بن خالد، حضرت عثمان بن ربیعہ، حضرت محمیہ بن جز، حضرت معمر بن عبداللہ، حضرت ابوحاطب بن عمرو، حضرت مالک بن ربیعہ، ان کی زوجہ حضرت عمرہ بنت سعدی اور حضرت حارث بن عبدقیس۔ سرزمین حبشہ میں وفات پا جانے والے اہل ایمان کی بیوگان بھی کشتیوں میں سوار تھیں۔ مہاجرین کی دونوں کشتیاں صحیح سلامت حجاز (بولا: ابن سعد) کے ساحل پر پہنچ گئیں۔ پھر وہ اونٹوں پر سوار ہو کر مدینہ پہنچے۔ ان دنوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح خیبر سے فارغ ہوئے تھے، آپ مدینہ لوٹے تو مہاجرین کو خوش آمدید کہا۔ ابن ہشام کے بیان سے لگتا ہے کہ ام المومنین ام حبیبہ بنت ابوسفیان ان کشتیوں کے مسافروں میں شامل نہ تھیں، جبکہ ابن خلدون نے وضاحت کی ہے کہ وہ لوٹنے والے مہاجرین کی ہم سفر تھیں۔

حضرت خالد بن سعید کی بیٹی حضرت ام خالد بیان کرتی ہیں کہ میرے والد چودہ برس حبشہ میں مقیم رہے۔ میں وہیں پیدا ہوئی۔ ۷ھ میں وہ حبشہ سے لوٹے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خیبر میں ملاقات کی۔ آپ نے لوٹنے والے مہاجرین سے گفتگو فرمائی اور خیبر کی غنیمتوں میں سے حصہ دیا۔ ہم آپ ہی کے ساتھ مدینہ واپس آئے۔ میرے والد حضرت خالد عمرۂ قضا کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ گئے۔ انھوں نے اور میرے چچا حضرت عمرو بن سعید نے فتح مکہ اور غزوۂ تبوک میں حصہ لیا۔ حضرت خالد بن سعید حنین اور طائف کی جنگوں میں شریک رہے۔ حضرت خالد کو آپ نے صدقات وزکوٰۃ کی وصولی کے لیے یمن (مذحج) کا عامل (collector) مقرر کیا، آپ کے حکم پر وہ صنعاء کے عامل بھی رہے۔ فیروز دیلمی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے صنعاء پر عامل مقرر رہے۔

حضرت خالد بن سعید اور حضرت عمرو بن سعید نے حبشہ سے آ کر مکہ میں مقیم اپنے مشرک بھائی ابان بن سعید کو

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

قبول اسلام کی دعوت دی، چنانچہ وہ مسلمان ہو کر مدینہ چلے آئے۔

حضرت خالد بن سعید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یا رسول اللہ، ہم نے آپ کے ساتھ بدر کے معرکہ میں حصہ نہیں لیا۔ آپ نے جواب فرمایا: خالد، تم پسند نہیں کرتے کہ لوگوں کی ایک ہجرت ہو اور تمھاری دو ہجرتیں۔ حضرت خالد نے کہا: کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا: تمھیں دہرا اجر ہی ملے گا۔ حضرت خالد آپ سے ملنے آئے تو ان کی بیٹی امہ (ام خالد) ان کے ساتھ تھیں۔ انھوں نے بیٹی سے کہا: اپنے چچا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور انھیں سلام کرو۔ ام خالد تب چھوٹی تھیں، وہ بیان کرتی ہیں: ''میں اپنے والد کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو زرد قمیص پہن رکھی تھی۔ آپ نے فرمایا: 'سنہ، سنہ'۔ حبشہ کی امہری زبان (amharic) کے اس لفظ کا مطلب ہوتا ہے: خوب صورت۔ (میں پیچھے سے آ کر آپ سے لپٹ گئی اور) مہر نبوت سے کھیلنے لگی۔ میرے والد نے ڈانٹا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے کھیلنے دو، پھر تین بار فرمایا: اس قمیص کو خوب پہنو، خوب استعمال کرو'' (بخاری، رقم ۳۰۷۱)۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

۹ھ میں بنو علاج کا عمرو بن امیہ عبد یا لیل بن عمرو ثقفی کے پاس آیا اور کہا: تمام عرب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مطیع ہو گیا ہے، اب ہم ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ بنو ثقیف نے باہمی مشاورت کے بعد قبول اسلام کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ ان کے حلیف قبائل کے نمائندے بھی اس میں شامل تھے۔ ماہ رمضان میں یہ چھ (یا پندرہ) رکنی وفد مدینہ آیا۔ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آمد کی اطلاع دی۔ وہ آپ سے ملے۔ آپ نے ان کے ٹھہرنے کے لیے ان کی خواہش کے مطابق مسجد نبوی کے ایک کونے میں خیمہ لگوا دیا۔ ہر روز عشا کے بعد آپ ان کے پاس آ کر بیٹھتے اور بات چیت کرتے۔ بنو ثقیف کے لوگ آپ کی بیعت کرنے کے ساتھ ایک معاہدہ تحریر کرنا چاہتے تھے جس میں آپ کی طرف سے عائد کردہ شرائط کے علاوہ بنو ثقیف کے لیے پروانۂ امن درج ہو۔ حضرت خالد بن سعید نے بنو ثقیف کے خیمے اور آپ کے درمیان بھاگ دوڑ کر مذاکرات مکمل کرائے اور جب معاہدہ طے پا گیا تو انھوں نے اسے تحریر بھی کیا۔ آپ کی طرف سے انھیں کھانا بھیجا جاتا تو وہ پہلے حضرت خالد کو کھلاتے اور پھر خود کھاتے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو ثقیف کی اس شرط کو رد کر دیا کہ لات کے صنم کو تین سال تک منہدم نہ کیا جائے۔ انھوں نے اس مدت کو کم کر کے لات کو ایک سال، پھر ایک ماہ تک ثابت و سالم رکھنے کا مطالبہ کیا تو بھی آپ نے قبول نہ فرمایا۔ انھوں نے نماز کی چھوٹ مانگی تو آپ نے سخت تہدید کرتے ہوئے فرمایا: ''اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔'' بنو ثقیف کے مطیع ہو جانے کے بعد

آپ نے حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ وہ جوان تھے اور اسلام کے احکام سیکھنے سکھانے اور قرآن مجید پڑھنے پڑھانے کے بہت حریص تھے۔

۱۰ھ میں بنو مراد کے فروہ بن مسیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آئے اور اسلام قبول کیا۔ آپ نے انھیں بارہ اوقیہ (اونس) سونا، ایک عمدہ نسل کا اونٹ اور عمان کی پوشاک عطا کی اور مراد، زبید اور مذحج قبائل کا عامل مقرر کیا۔ آپ نے صدقات کی وصولی کے لیے حضرت خالد بن سعید بن عاص کو ان کے ساتھ روانہ فرمایا اور انھیں ایک خط دیا جس میں فرض صدقات کی تفصیل درج تھی۔ حضرت خالد کی عمل داری نجران، رمع اور زبید کے درمیانی علاقے پر محیط تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک اسی عہدے پر کام کرتے رہے اور وہیں مقیم رہے۔

۱۱ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں مبتلا ہوئے۔ آپ کی بیماری کی خبر سن کر مسیلمہ کذاب نے یمامہ میں اور اسود عنسی نے یمن میں شورش برپا کر دی۔ اسود اپنی شعبدہ بازی اور سحر بیانی سے لوگوں کی عقل پر پردہ ڈال لیتا تھا۔ حضرت خالد کے ساتھی عمرو بن معدیکرب مرتد ہو کر اس سے مل گئے۔ حضرت خالد انھیں روکنے کے لیے گئے تو ان میں باہم جنگ ہوئی۔ حضرت خالد نے وار کر کے ان کی تلوار کا پرتلا کاٹ دیا جس سے ان کے کاندھے پر بھی چوٹ آئی۔ وہ دوبارہ حملہ کرنا چاہتے تھے کہ عمرو گھوڑے سے کود کر پہاڑ پر چڑھ گئے۔ حضرت خالد نے ان کی صمصامہ نامی تلوار اور گھوڑے پر قبضہ کر لیا۔ آخر کار اسود عنسی نے عمرو بن حزام (یا حرام) اور عامل حضرت خالد بن سعید کو یمن سے نکال باہر کیا اور خود حضرت خالد کے مکان میں براجمان ہو گیا۔ دونوں عامل مدینہ لوٹ آئے تو تمام یمن اسود کے قبضے میں آ گیا۔ عمرو بن معدیکرب بعد میں گرفتار ہو کر سیدنا ابوبکر کے سامنے پیش ہوئے اور ارتداد سے رجوع کر کے پھر داخل اسلام ہوئے۔ حضرت خالد بن سعید کا عمرو کی تلوار اور گھوڑا ضبط کرنا ایسا عمل تھا جسے فقہ اسلامی میں خاص اہمیت دی گئی۔ سقوط ایران کے بعد شاہ خسرو (کسریٰ) کا تاج، زیورات اور پوشاکیں عامۃ المسلمین کے ملاحظے کے لیے مدینہ بھیجے گئے تو اسے حضرت خالد بن سعید کے اس عمل کے مشابہ قرار دیا گیا۔

ایک روایت ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چاندی کی انگوٹھی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا، حضرت خالد بن سعید نے آپ کو دی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک ماہ بعد حضرت خالد بن سعید یمن سے مدینہ چلے آئے۔ ان کے بھائی عمرو تیماوخیبر سے اور ابان بحرین سے اپنی ذمہ داریاں چھوڑ کر آ گئے۔ سیدنا ابوبکر نے پوچھا: تم کیوں لوٹ آئے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ عمال سے بہتر کون عامل ہو سکتا ہے۔ اپنے مناصب پر واپس چلے جاؤ۔ انھوں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

نے کہا: ہم ابواحیحہ (سعید بن عاص) کی اولاد ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کا عامل نہ بنیں گے۔

حضرت خالد یمن سے آئے تو ریشمی چوغہ پہن رکھا تھا، سیدنا عمر اور سیدنا علی سے ان کی ملاقات ہوئی۔ حضرت عمر دیکھتے ہی چلائے: اس کا جبہ پھاڑ پھینکو، ریشم پہنے ہوئے ہے، حالاں کہ یہ زمانۂ امن میں ہمارے مردوں کے لیے ممنوع ہے۔ چنانچہ آس پاس کھڑے ہوئے لوگوں نے جبہ پھاڑ اتارا۔ حضرت ابوبکر کی بیعت ہو چکی تھی، لیکن حضرت خالد نے دو ماہ (دوسری روایت: تین ماہ) تک ان کی بیعت نہ کی۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت مجھے دی تھی، پھر اپنی وفات تک معزول نہ فرمایا۔ حضرت خالد بن سعید حضرت علی اور حضرت عثمان سے ملے اور سوال کیا: اے ابوالحسن (علی)، اے بنی عبد مناف (عثمان)، امر خلافت میں کیا تم مغلوب ہو گئے تھے؟ تم کیسے راضی ہو گئے کہ کوئی اور والی خلافت بن کر تم پر حکومت کرنے لگے؟ حضرت علی نے کہا: تم اسے مغلوب ہونا کہتے ہو یا انتخاب خلافت سمجھتے ہو؟ حضرت ابوبکر نے ان کی بات کو اہمیت نہ دی، لیکن حضرت عمر نے برا مانا اور خوب ڈانٹا۔ حضرت خالد بن سعید نے بنو ہاشم سے کہا: تم اونچے درختوں اور خوش ذائقہ پھلوں والے لوگ ہو۔ ہم تمھارے پیرو ہیں۔ چنانچہ جب سب بنو ہاشم نے حضرت ابوبکر کی بیعت کر لی تو وہ بھی آمادہ ہو گئے۔ حضرت خالد حضرت ابوبکر کے پاس آئے اور پوچھا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کی بیعت کر لوں؟ انھوں نے جواب دیا: میں چاہتا ہوں کہ آپ اس صلح و سلامتی میں شریک ہو جائیں جس میں باقی اہل اسلام داخل ہو چکے ہیں۔ حضرت خالد نے کہا: آج شام کا وعدہ ہے، میں آپ کی بیعت کر لوں گا۔ شام کے وقت حضرت خالد آئے تو ابوبکر منبر پر بیٹھے اور حضرت خالد نے بیعت کی۔

۱۳ھ میں خلیفۂ اول نے شام کی طرف فوج بھیجی تو سب سے پہلے حضرت خالد بن سعید کو سالار مقرر کر کے پرچم عطا کیا۔ وہ پرچم لے کر گھر آ گئے۔ اسی اثنا میں حضرت عمر نے ان سے کہا: آپ نے حضرت خالد بن سعید کو سالار بنا دیا، حالاں کہ وہ (آپ کی خلافت کے بارے میں) کیا کچھ کہہ چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے اسی وقت ابواروی دوسی کو حضرت خالد کے گھر بھیجا۔ انھوں نے حضرت خالد سے کہا: خلیفۂ رسول اللہ نے حکم دیا ہے کہ ہمارا پرچم واپس کر دیا جائے۔ حضرت خالد نے پرچم لوٹا کر کہا: واللہ، آپ کے سپہ سالار بنانے نے ہمیں خوش کیا نہ آپ کا معزول کرنا برا لگا۔ حضرت ام خالد کہتی ہیں کہ پھر حضرت ابوبکر میرے والد سے معذرت کرنے آئے اور ان سے وعدہ لیا کہ حضرت عمر سے کچھ نہ کہیں گے۔ چنانچہ میرے والد وفات تک حضرت عمر کے لیے دعاے رحمت کرتے رہے۔ حضرت خالد بن سعید کو ہٹانے کے بعد حضرت ابوبکر نے حضرت یزید بن ابوسفیان کو سات ہزار کی فوج کا کمانڈر مقرر کیا اور وہی علم ان کے ہاتھ میں دے دیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت ابوبکر نے حضرت خالد بن سعید کو معزول کرنے کے بعد پوچھا: کون سا کمانڈر تمھیں زیادہ پسند ہے؟ تو انھوں نے کہا: میرے چچا زاد، حضرت شرحبیل بن حسنہ۔ وہ قرابت داری کے علاوہ مجھے دینی طور پر بھی محبوب ہیں، کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے میرے دینی بھائی رہے ہیں۔ چنانچہ حضرت خالد نے حضرت شرحبیل کے ساتھ رہنا پسند کیا۔ حضرت ابوبکر نے حضرت شرحبیل بن حسنہ کو نصیحت کی کہ تم پر جب کوئی ایسا معاملہ آن پڑے کہ کسی متقی اور خیر خواہ کی رائے کی ضرورت محسوس ہو تو سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن جراح اور حضرت معاذ بن جبل سے رجوع کرنا، حضرت خالد بن سعید تیسرے شخص ہونے چاہییں۔ ان لوگوں ہی کے ہاں تم نصیحت و خیر خواہی پاؤ گے۔ ان سے مشورہ کیے بغیر رائے قائم نہ کر لینا۔ حضرت خالد بن سعید کا حق پہچاننا۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو وہ والی تھے، میں نے بھی انھیں والی بنایا، پھر معزول کر دیا۔ امید ہے، اس سے بھی ان کا دینی طور پر بھلا ہی ہوا ہوگا۔

حضرت ابوبکر حضرت خالد کو پسند کرتے اور ان کی عزت افزائی کرتے تھے۔ جیش اسامہ کے کامیاب لوٹنے کے بعد انھوں نے مرتدین کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے گیارہ فوجیں ترتیب دیں۔ دوسرے صحابہ کے ساتھ حضرت خالد کو بھی ایک فوج کا سالار مقرر کر کے پرچم عطا کیا۔ حضرت عمر نے منع کیا اور کہا: یہ ناکارہ اور کم عقل ہے، اس نے ایسی جھوٹی باتیں کی ہیں جن کا اثر دیر تک رہے گا۔ حضرت ابوبکر نے اب ان کی سخت رائے کو اہمیت نہ دی اور حضرت خالد بن سعید کے جیش کو شام کی سرحد پر واقع شمالی حجاز کے مقام تیما کی طرف امدادی دستے کے طور پر بھیج دیا۔ تیما کے نخلستان کی طرف بھیجتے ہوئے ان کو نصیحت کی کہ اپنی جگہ ڈٹے رہنا، اطراف کے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل ہونے کی دعوت دینا۔ صرف ان لوگوں کو بھرتی کرنا جو مرتد نہ ہوئے ہوں۔ انھی سے قتال کرنا جو جنگ کریں۔ تیما پہنچ کر آس پاس کے بہت سے لوگ حضرت خالد سے آ ملے۔ رومیوں کو اطلاع ملی تو انھوں نے بھی اپنے زیر اثر عرب قبائل بہرا، کلب، سلیح، تنوخ، لخم، جذام اور غسان سے فوجیں اکٹھی کر لیں۔ حضرت خالد نے حضرت ابوبکر کو صورت حال لکھ بھیجی تو انھوں نے ہدایت کی کہ پیش قدمی کرو، گھبراؤ مت اور اللہ سے مدد طلب کرو۔ حضرت خالد یہ جواب ملتے ہی آگے بڑھے۔ دشمن فوج کے قریب پہنچے تو اس کے سپاہی ایسے خوف زدہ ہوئے کہ میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جیش اسلامی ان کی سرزمین پر قابض ہو گیا تو وہاں کی اکثریت حلقۂ بگوش اسلام ہو گئی۔

حضرت خالد نے فتح کی خبر خلیفۂ اول کو بھیجی تو انھوں نے مزید پیش قدمی کی ہدایت کرتے ہوئے کہا کہ اتنا آگے نہ بڑھ جانا کہ پیچھے سے حملہ ہو جائے۔ حضرت خالد پیش قدمی کر کے اس مقام پر فروکش ہوئے جو آبل، زیزا اور تسطل

www.javedahmadghamidi.org www.al-mawrid.org

کے مابین واقع ہے۔ باہان (یاماہاب) نامی رومی پادری ان کے مقابلے پر آیا۔ حضرت خالد نے اس کی فوج کو تہ تیغ کر دیا۔ اسے شکست دینے کے بعد مدینہ سے کمک طلب کی۔ چنانچہ سب سے پہلے ولید بن عقبہ ان کی مدد کو پہنچے۔ اس وقت یمن اور اس کے اطراف کے رضا کار مدینہ آئے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ تہامہ، عمان، بحرین اور سرو کے لوگ مختلف معرکوں میں کامیاب ہو کر وہاں پہنچے تھے۔ خلیفۂ اول نے ہدایت جاری کی کہ ان میں سے جو فوجی تبدیلی کے خواہاں ہیں، ان کو تبدیل کر دیا جائے۔ چنانچہ اکثر سپاہی رخصت ہو گئے اور نئے تازہ دم لوگوں نے ان کی جگہ لے لی۔ اس نئی فوج کا نام ''جیش بدال'' پڑ گیا۔ حضرت عکرمہ بن ابوجہل حضر موت کی بغاوت سے فارغ ہو کر مدینہ پہنچے تھے، حضرت ابوبکر نے اس جیش کی قیادت انھیں سونپ کر حضرت خالد بن سعید کی طرف روانہ کر دیا۔ ابھی اور دستے آنے والے تھے، لیکن حضرت خالد بن سعید دو بار فتح حاصل کرنے کے بعد حد سے زیادہ پر اعتماد ہو چکے تھے۔ انھوں نے اس طمع میں کہ جنگ کی کامیابی کا سہرا ان کے سر بندھے، مزید کمک کا انتظار کیے بغیر رومی فوج پر حملہ کرنے کا پروگرام بنا لیا۔ حضرت ذوالکلاع حمیری، حضرت عکرمہ بن ابوجہل اور حضرت ولید بن عقبہ ان کے ساتھ تھے۔ حضرت خالد آگے بڑھتے گئے، حتیٰ کہ شام کے علاقے مرج الصفر تک پہنچ گئے۔ فوج کی پشت خالی ہونے سے رومیوں کو بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ رومی سپہ سالار باہان تجربہ کار جنگجو تھا، اپنی فوج لے کر دمشق کو چل پڑا، حضرت خالد نے ایلیا تک اس کا پیچھا کیا۔ انھیں خبر بھی نہ ہوئی کہ مرج الصفر کے مقام پر وہ پلٹا اور اسلامی فوج کا محاصرہ کر کے اس کا پشت کا راستہ کاٹ دیا۔ اس طرح ایک دستہ حضرت خالد سے الگ ہو گیا۔ باہان نے حملہ کر کے سب افراد کو شہید کر دیا۔ حضرت خالد کا بیٹا سعید بھی ان میں شامل تھا۔ بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو حضرت خالد نے ہمت ہار دی۔ حضرت عکرمہ کو قیادت سپرد کرتے ہوئے وہ اور حضرت ولید سواروں کا ایک دستہ لے کر ایسے فرار ہوئے کہ مدینے کے قریب ذوالمروہ پہنچ کر دم لیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت خالد کے بیٹے سعید پانی تلاش کر رہے تھے یا بارش سے بچ کر کہیں بیٹھے تھے۔ اس موقع پر حضرت عکرمہ بن ابوجہل نے فوج کا دفاع کیا اور باہان (یاماہان) کو مار بھگایا۔ حضرت ابوبکر بہت ناراض ہوئے، انھوں نے حضرت خالد کو خط لکھا کہ تمھیں آگے بڑھنے کا شوق تو ہے، لیکن پھر بزدلی سے جان بچا کر بھاگ آتے ہو۔ انھوں نے ان کو ذوالمروہ ہی میں پڑے رہنے کا حکم دیا اور مدینہ آنے سے روک دیا، البتہ ان کے ساتھ آئے ہوئے فوجیوں کو حضرت شرحبیل بن حسنہ اور حضرت معاویہ بن ابوسفیان کی قیادت میں واپس بھیج دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد انھیں مدینہ آنے کی اجازت ملی تو انھوں نے حضرت ابوبکر سے معافی مانگی۔ حضرت ابوبکر نے کہا: اگر میں حضرت عمر اور حضرت علی کا کہنا مانتا تو حضرت خالد بن سعید سے بچ کر رہتا۔ دوسری روایت کے مطابق حضرت خالد

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت ابوبکر کی زندگی میں مدینہ نہ آ سکے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمر خلیفہ بنے تو حضرت خالد بن سعید اور حضرت عقبہ بن ولید سے راضی ہو گئے اور انھیں مدینہ آنے کی اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر نے جنگ سے فرار ہونے کی پاداش میں انھیں شام کی طرف لوٹا کر کہا تھا کہ اب میں تمھیں اچھی طرح آزمانا چاہتا ہوں۔ جاؤ، جس امیر کے ساتھ چاہتے ہو، مل جاؤ۔ چنانچہ یہ دونوں فوج میں شامل ہو گئے اور سخت معرکوں میں بڑے کارہاے نمایاں انجام دیے۔

حضرت خالد بن سعید کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگے ہوئے تین ہزار فوجی بعد میں جنگ یرموک میں شریک ہوئے۔ سیف بن عمر کی روایت کے مطابق جسے طبری اور ابن کثیر نے اختیار کیا ہے، یہ جنگ فتح دمشق سے پہلے ۱۳ھ میں لڑی گئی۔ طبری کا کہنا ہے کہ حضرت خالد بن سعید خود بھی اس عظیم معرکہ میں شریک تھے۔ انھوں نے حضرت خالد بن ولید کے بنائے ہوئے ہزار ہزار سپاہیوں پر مشتمل چالیس (یا چھتیس) دستوں میں سے ایک کی قیادت کی۔ اس معرکہ میں وہ شدید زخمی ہوئے اور پھر صحت یاب ہو گئے۔

ایک معرکے میں حضرت خالد بن سعید نے ایک مشرک کو جہنم واصل کیا تو اس کے ریشمی کپڑے خود پہن لیے۔ وہ حضرت عمرو بن عاص کے ساتھ پھر رہے تھے اور لوگ ان کو حیرانی سے دیکھ رہے تھے۔ حضرت عمرو نے کہا: کیا دیکھ رہے ہو؟ جس کا دل چاہتا ہے، حضرت خالد جیسا کارنامہ کرے، پھر حضرت خالد کی طرح کا لباس پہن لے۔

ایک روایت کے مطابق حضرت خالد بن سعید مرج الصفر میں رومیوں کے ہاتھوں شہید ہوئے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ مرج الصفر کے شہید حضرت خالد بن سعید نہیں، بلکہ ان کے بیٹے حضرت سعید بن خالد تھے۔ ان کی شہادت جنگ اجنادین میں ہوئی جو ۲۸ رجمادی الاولیٰ ۱۳ھ (۳۰ رجولائی ۶۳۴ء) کو رملہ اور بیت جبرین کے قریب واقع مقام اجنادین پر حضرت ابوعبیدہ بن جراح یا حضرت عمرو بن عاص کی کمان میں رومی بازنطینی فوج سے لڑی گئی۔ حضرت خالد بن سعید اس میں شریک تھے۔ ان کے علاوہ ان کے بھائیوں — حضرت عمرو بن سعید اور حضرت ابان بن سعید — نے بھی اسی معرکہ میں جام شہادت نوش کیا۔

حارث بن ہشام کی بیٹی ام حکیم حضرت عکرمہ بن ابوجہل کے عقد میں تھیں۔ حضرت عکرمہ جنگ یرموک (ایک روایت: ۱۳ھ، دوسری روایت: ۱۵ھ) میں شہید ہوئے۔ حضرت یزید بن ابوسفیان نے عدت پوری ہونے کے بعد ام حکیم کو زواج کا پیغام بھیجا، لیکن حضرت خالد بن سعید دوران عدت ہی میں انھیں پیام نکاح دے چکے تھے۔ چنانچہ انھوں نے چار سو دینار مہر کے عوض حضرت خالد کے نکاح میں آنا منظور کیا۔ فوج آگے بڑھ کر مرج الصفر کے مقام پر پہنچی تو حضرت خالد نے ولیمہ کرنا چاہا۔ حضرت ام حکیم نے کہا: کچھ تاخیر کر لیں، حتیٰ کہ اللہ ان فوجوں کو منتشر کر دے۔

حضرت خالد نے کہا: میرا دل کہتا ہے کہ میں دشمن فوج کا مقابلہ کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ام حکیم مان گئیں تو حضرت خالد نے صفر کے مقام پر اس پل کے قریب شب زفاف منائی جسے بعد میں ام حکیم کا پل کہا جانے لگا۔اگلی صبح انھوں نے دوستوں اور ساتھیوں کو ولیمہ کھلایا۔ ولیمے سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ رومی فوج نے لڑائی کے لیے اپنی صفیں باندھ لیں۔ایک رومی فوجی تمغے لگا کر مبارزت کے لیے نکلا۔حضرت ابوجندل بن سہیل اس کی طرف بڑھے، لیکن حضرت ابوعبیدہ نے منع کر دیا۔ پھر حضرت حبیب بن مسلمہ آئے اور اسے جہنم کے گھاٹ اتار کر واپس ہوئے۔ اب حضرت خالد بن سعید نے مبارزت کی اور کچھ دیر دوبدو جنگ کرنے کے بعد شہید ہو گئے۔دونوں فوجوں میں شدید لڑائی شروع ہوئی تو حضرت ام حکیم نے کپڑے سمیٹے اور زرہ لے کر جنگ میں شامل ہو گئیں۔انھوں نے اس خیمے کی لکڑی اکھاڑی جس میں حضرت خالد بن سعید کے ساتھ ان کی سہاگ رات گزری تھی اور اس کے وار کر کے سات رومیوں کو جہنم رسید کیا۔اس جنگ میں مسلمانوں نے فتح حاصل کی۔حضرت خالد بن سعید کے قاتل کا نام اسلم تھا۔اس کا کہنا ہے کہ میں نے انھیں شہید کیا تو دیکھا کہ نور کا ایک منار آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہے۔

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

حضرت خالد بن سعید وجیہہ اور خوب صورت تھے۔ان کی اہلیہ امینہ (یا ہمینہ) بنت خلف کا تعلق بنوخزاعہ (یا بنوثقیف) سے تھا۔قیام حبشہ کے دوران میں ان کے ہاں سعید اور امۃ کی ولادت ہوئی۔سعید بے اولاد رہے۔امۃ بنت خالد کا بیاہ حضرت زبیر بن عوام سے ہوا اور عمرو اور خالد نے جنم لیا۔حضرت زبیر کے بعد ان کا نکاح حضرت سعید بن عاص سے ہوا، انھوں نے نوے برس کی عمر پائی۔ابن سعد کا کہنا ہے کہ اب (ہمارے زمانے میں) حضرت خالد بن سعید کی نسل باقی نہیں رہی۔

آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام رافع (یا ابورافع) کا اصل نام ابراہیم تھا، ابولہبی ان کی کنیت بتائی جاتی ہے۔ایک روایت کے مطابق وہ آپ کے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کی ملکیت میں تھے، انھوں نے اپنی ملکیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کی اور آپ نے ان کو آزاد کر دیا۔دوسری روایت کے مطابق جو کم مشہور ہے، وہ حضرت خالد کے والد سعید بن عاص کے مملوک تھے، سعید کی وفات کے بعد ان کی ملکیت اس کے بیٹوں کو منتقل ہوئی۔ حضرت خالد کے تین بھائیوں نے اپنے حصے آزاد کر دیے۔ابورافع نے ان مشرک بھائیوں کے ساتھ جنگ بدر میں حصہ لیا، وہ تینوں مارے گئے۔حضرت خالد نے اپنا حصہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیا اور آپ نے ابورافع کو آزاد کر دیا۔

حضرت عائشہ روایت کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی تمیمہ بنت وہب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: میں رفاعہ کے عقد میں تھی کہ انھوں نے مجھے طلاق بائن (تیسری طلاق) دے دی۔میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر

سے بیاہ کرلیا۔اس کا عضو تناسل کپڑے کی جھالر کی طرح نرم ہے۔کیا تو رفاعہ کے پاس واپس جانا چاہتی ہے؟ آپ نے دریافت کیا اور حکم فرمایا: ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا جب تک تو اس (دوسرے شوہر عبدالرحمٰن) کا ذائقہ نہ چکھ لے اور وہ تجھ سے محظوظ نہ ہو لے۔اس موقع پر حضرت ابوبکر آپ کے پاس بیٹھے تھے اور حضرت خالد بن سعید دروازے پر کھڑے آپ کی طرف سے داخلے کی اجازت کے منتظر تھے۔حضرت خالد نے کہا: ابوبکر، کیا آپ نے اس کی بات نہیں سنی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پکار پکار کر کہہ رہی تھی؟ (بخاری، رقم ۲۶۳۹۔ مسلم، رقم ۳۵۱۷)۔حدیث کے دوسرے طریق میں رفاعہ اور حضرت خالد کی گفتگو کی کچھ تفصیل بیان ہوئی ہے۔رفاعہ کی بیوی تمیمہ نے اپنی اوڑھنی کی جھالر پکڑ کر آپ کو دکھائی اور کہا: اس جھالر جیسا۔حضرت خالد بن سعید نے حضرت ابوبکر سے کہا: آپ اسے جھڑکتے کیوں نہیں؟ (کیسی بے شرمی کی باتیں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پکار پکار کر رہی ہے (بخاری، رقم ۵۷۹۲)۔

حضرت خالد کو کاتبین وحی میں شمار کیا جاتا ہے۔حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت حاضر نہ ہوتے تو حضرت خالد یا موقع پر موجود کوئی کاتب صحابی وحی تحریر کرتے۔حضرت ام خالد بنت خالد کہتی ہیں کہ میرے والد پہلے شخص تھے جنھوں نے 'بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' تحریر کی۔نبی صلی اللہ علیہ نے حضرت خالد سے یہ مکتوب لکھوایا:

> ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم' ۔یہ وہ قطعۂ زمین ہے جو محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے راشد بن عبدرب (ربہ) سلمٰی کو عطا کیا۔آپ نے انھیں (مکہ سے تین میل کی مسافت پر واقع) پہاڑوں میں رہاط کے مقام پر دو تیر کی مار جتنا (لمبا: قریباً اڑھائی سو گز) اور ایک تیر کی مار کے برابر (چوڑا: قریباً سوا سو گز) قطعہ عنایت کیا ہے۔جو ان کا حق لینے کی کوشش کرے، اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔راشد کا حق ہی درست مانا جائے گا۔''

یہ فرمان حضرت خالد بن سعید نے تحریر کیا۔کہاوت ہے کہ اقتدار دانائی سکھا دیتا ہے۔حضرت خالد بن سعید یمن پر، حضرت ابان بن سعید بحرین پر اور حضرت عمرو بن سعید تیما اور خیبر پر حکمران رہے، اس لیے مشہور ہو گیا کہ شام کے مفتوحہ شہروں میں کوئی ایسا نہ تھا کہ جہاں حضرت سعید بن عاص کے بیٹوں میں سے کسی نے وفات نہ پائی ہو۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویۃ (ابن ہشام)، الطبقات الکبرٰی (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (ابن عبدالبر)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ (ابن اثیر)، تاریخ الاسلام (ذہبی)، سیر اعلام النبلاء (ذہبی)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر (ابن خلدون)، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ (ابن حجر)، سیرۃ النبی (شبلی نعمانی)۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org